اسلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ مفتی صاحب، ابھی کچھ دن پہلے ممبئی میں ایک تبلیغ اجتماع ہوا ۔جس میں مولانا صاحب نے بیان دیا کہ "میری بات سب یاد رکھیں کہ ایمان کی تکمیل کا صرف ایک واحد سبب دعوت ہے ، اس کے علاوہ اللہ کی قسم کوئی سبب ایمان کی تکمیل کا نہیں ہے، میں تو قسم کھا کر کہ رہا ہوں، آپ کے پاس اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے، اللہ کی قسم دعوت الی اللہ کے بغیر ایمان کی تکمیل کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، نہ تہجد ہے نہ تلاوت ہے نہ ذکر ہے نہ روزہ ہے نہ نماز ہے نہ حج ہے کچھ نہیں ہے میں کھل کر کہ رہا ہوں دلائل کے ساتھ عرض کر رہا ہوں انفرادی عبادات سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔"

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۸/۲۲۹۳

کیا ایسا کہنا درست ہے ۔رہبری فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

سوال میں مذکور تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور صاحب نے تبلیغی اجتماع میں جس دعوت کا ذکر فرمایا ہے اس سے مراد مروجہ دعوت و تبلیغ ہے۔ جبکہ ان کی مذکور باتیں نہ صرف انتہائی غیر محتاط ہیں بلکہ قرآن وحدیث کی کئی نصوص سے بھی متصادم ہیں؛ کیونکہ تکمیل ایمان کا واحد سبب صرف دعوت کو قرار دینا اور اسکے بغیر ایمان کی تکمیل کی نفی کرنا قرآن وحدیث میں مذکور بہت سے ایسی باتوں کا انکار لازم آرہا ہے جن کو صریح نصوص میں کمال ایمان کا سبب اور ذریعہ بتایا گیا۔ مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کامل الایمان مؤمنین ان کو بتارہے ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اس میں شک نہیں کیا، اور اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اور ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی سے محبت کی تو اللہ کی رضا کے لئے، اگر عداوت رکھی تو وہ بھی اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دیا تو اللہ کے لئے اور اگر دینے سے باز رہا تو وہ بھی اللہ ہی کے لئے تو اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔

بہر حال یہ صرف بطورِ نمونہ ذکر کیا گیا ہے ورنہ بے شمار نصوص موجود ہیں جن سے مذکور باتیں متصادم ہیں، اس لئے اگر واقعۃً کوئی شخص ایسی بات کرتا ہے یا کسی نے کیا ہے تو اس پر لازم ہے ایسی باتوں سے مکمل اجتناب کرے۔

{ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ} [الحجرات: ١٥]

عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من أحب لله وأبغض لله -[١٧]- وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الإيمان» .(رواه أبو داود-،مشكاة المصابيح مع مرقاة المفاتيح:١/ ١٠٦)

وفی مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:١/ ١٠٦

"(قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: من أحب) أي شيئا أو شخصا، فحذف المفعول ليذهب الوهم كل مذهب (لله) : لا لغرض سواه، ولا لشهوة طبعه وهواه (وأبغض لله) كذلك (وأعطى لله،ومنع لله) وكذلك سائر الأعمال، فتكلم لله، وسكت لله، واختلط بالناس لله، واعتزل عن الخلق لله كقوله تعالى حاكيا: {إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله} [الأنعام: ١٦٢] وإنما خص الأفعال الأربعة لأنها حظوظ نفسانية، إذ قلما يمحضها الإنسان لله، فإذا محضها مع صعوبة تمحيضها كان تمحيض غيرها بالطريق الأولى؛ ولذا أشار إلى استكمال الدين بتمحيضها بقوله: (فقد استكمل الإيمان) بالنصب أي أكمله، وعدي إليه للمبالغة لزيادة السين المستدعية لتجريده من نفسه شخصا آخر يطلب منه إكمال الإيمان"

«التيسير في أحاديث التفسير» (٦/ ٧٠)

"ثم وصفت الآيات الكريمة خصال المؤمنين الكاملين الذين يضرب بهم المثل في الإيمان، فقال تعالى: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ}، أي: المؤمنون الكاملون إيمانا، {الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا}، أي ثبتوا بعد إيمانهم على وثيرة واحدة من التصديق القلبي الخالص، دون تردد ولا تزعزع ولا اضطراب، فقد يؤمن الشخص العادي ثم تعرض له عوارض وطوارئ تزعزع إيمانه، وتهز كيانه، أما المؤمن الحق فلا يزعزع إيمانه أي شيء، لا في الشدة ولا في الرخاء، لا في السراء ولا

دار الافتاء

في الضراء، وهذه الآية: {الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا}، واردة على غرار قوله تعالى: {إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ} (فصلت: ٣٠)، فالسر كله في " الاستقامة " إذ عن طريقها ومن خلالها يبرز ما ينطوي عليه القلب من عقيدة صالحة وإيمان صحيح"

یہاں یہ ذکر کردینا بھی مناسب ہے کہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جو ہمارے بزرگوں نے شروع فرمایا ہے وہ بھی بہت مفید ہے اور اسکے ذریعہ بھی آدمی اپنے ایمان واعمال میں ترقی کرسکتا ہے لیکن اسکی فضیلت وافادیت سوال میں مذکور الفاظ سے بیان کرنا ہرگز درست نہیں اسکی اصلاح ضروری ہے۔ نیز یہاں یہ بھی سمجھ لی جئے کہ نفس دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (یعنی کسی خاص ترتیب اور ہیئت کے بغیر دوسروں کو نیکی کرنے کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا) تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ نفسِ تبلیغ کے مختلف درجات ہیں بعض صورتوں میں فرض ہے، اور بعض صورتوں میں نہیں، جن صورتوں میں تبلیغ فرض ہے، ان میں سے بعض صورتوں میں فرض عین ہے، مثلاً اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں کو اپنی اپنی طاقت وقدرت کے مطابق تبلیغ کرنا فرضِ عین ہے، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا} الآية سوره تحريم [٦/٦٦]

ترجمہ۔ اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا كلكم راع وكلكم مسوول عن رعيته" الحدیث. (بخاری شریف وغیرہ)

ترجمہ۔ خبردار تم سب نگہبان ہوں اور تم سب سے اپنی اپنی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔

اور بعض صورتوں میں فرض کفایہ ہے، جیساکہ قرآن کریم میں ہے:
{وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ} نساء [١٠٤/٣]،

ترجمہ۔ اور چاہئیے کہ تم میں سے ایک ایسی امت (جماعت) ہو جو خیر کی طرف بلائے، اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

لیکن تبلیغی جماعت کی مروجہ شکل میں دعوت و تبلیغ کا کام کرنا جس میں ایک خاص ترتیب سے دعوت و تبلیغ کا کام ہوتا ہے، جو معروف ہے، تو یہ طریقہ بعد کے نیک وصالح اور مخلص علماء کرام نے وضع کیا ہے، جو بلاشبہ امت کے لئے زمانہ کے حالات کے لحاظ سے نہایت مفید اور نافع ہے، لیکن اس شکل میں تبلیغ نہ فرض وواجب ہے، اور نہ سنت اور مستحب ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ مباح ہے، یعنی اس خاص اور معروف ترتیب کے ساتھ تبلیغ کے ثواب میں اضافہ کا اعتقاد رکھنا درست نہیں، کہ اگر ایک آدمی اپنے طور پر دعوت و تبلیغ کا کام کرتا ہے، اور دوسرا آدمی اس خاص ترتیب میں جڑا ہوا ہے، تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دوسرے آدمی کو خاص ترتیب میں جڑے رہنے کی وجہ سے تبلیغ کا ثواب زیادہ ملتا ہے، اور پہلے شخص کو اس خاص ترتیب کی مخالفت کی وجہ سے کم ثواب ملتا ہے۔ اسی لئے ہر آدمی کے لئے تبلیغی جماعت میں وقت لگانا نہ فرض ہے نہ واجب------------

واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۲/رمضان المبارک/۱۴۴۶ قمری
۲۳/مارچ/۲۰۲۵ شمسی

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
۲۳-۹-۱۴۴۶ھ
نائب مفتی

الجواب صحیح
محمد عبداللہ عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
/رمضان المبارک/۱۴۴۶ قمری
۲۴/مارچ/۲۰۲۵ شمسی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۸/۲۶۹۳
۱۴۴۶/۹/۲۵
۲۰۲۵/۳/۲۶